AL-'ULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) 2709- 3492 (Online)
(January-June) 2022, 3:1(65-87)

برصغیر کے مسلمانوں کی روایتی وغیر روایتی مذہبی سیاسی فکر پر برطانوی استعمار کے اثرات : شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Impact of British Colonialism on Traditional and Non-Traditional Political Thought of Muslims in Subcontinents: An analytical study in the light of Shah Waliullah's Thoughsts

Haseeb Ahmad Khan * Syed Ghazanfar Ahmed (Ph.D) **[1]
* Research Scholar, University of Karachi, Karachi.
** Assistant Prof. University of Karachi, Karachi.

Keywords:
Colonialism, Muslims, nationalism, politics, revival, Shah Walikullah

Abstract: *British Raj was established in India by the empowerment of East India Company in 1857. Great Britin governed until the separation of India in two independent states, Islamic Republic of Pakistan and Secular Indian state 1947. The article explors the influences of British Raj on Muslim Political thoughts, which was developed by the traditional and non-traditional scholars in Subcontient. Colonialism has drown the root impact on Muslim society. Under this atmosphere, scholarship got the need based diractionan to get rid of the Colonical system for freedom. This study analysis the classical political thoughts of Islam emphasizing with the teachings of Shah Waliullah (1762). Furthermore, in Subcontient few Muslim scholars followed his path to get freedom from British Raj. This study is objectively comments the difference between modern and classical political thoughts of Muslim scholarship in British India under the colonialism.*

Khan, H. A. and Ahmad, S. G. (2022). Impact of British Colonialism on Traditional and Non-Traditional Political Thought of Muslims in Subcontinents *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies*, 3(1)

[1.] Corresponding author Email: drghazanfar@uok.edu.pk

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

تمہید:

اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد بر صغیر کے تناظر میں اسلام کی روایتی و غیر روایتی سیاسی فکر کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے،اس سلسلے میں درج ذیل افراد اور جماعتیں شامل کی جاتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(1762)، سید احمد بریلویؒ(1831)وشاہ اسماعیل شہیدؒ(1831)

علمائے دیوبند سے مولانا اشرف علی تھانویؒ(1943)وغیرہ

علمائے اہل حدیث میں سے مولانا ابوالکلام آزاد(1958)

اہل سنت بریلوی میں سے امام احمد رضا خان بریلویؒ(1921)۔

غیر روایتی طبقے میں ہم نے سر سید احمد خان(1898)کو شمار کیا ہے۔

اسلام کے دائرے سے باہر شخصیات میں ہم نے غلام احمد قادیانی اور اس کے برطانوی استعمار سے تعلق پر گفتگو کی ہے۔

یہ ایک اجمالی تقابل ہے جس کے نتیجے میں ہمارے سامنے ایک مکمل تصویر آسکے گی جس کی بنیاد پر ہم اپنے مستقبل کے حوالے سے لائحہ عمل طے کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔

اس مقالے میں تجزیاتی انداز میں بر صغیر کی سیاسی فکر کا دور استعمار کے تناظر میں ایک تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے ۔بر صغیر کی سیاسی فکر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی فکر کو مدار تصور کرتے ہوئے ان کے بعد دور استعمار میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کیا جائے گا اور جہاں جہاں ان کی سیاسی فکر سے اختلاف دکھائی دیتا ہے اس کی بنیاد پر ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے گا اس کے نتیجے میں جو گروہ ہمارے سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اول:شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی فکر کے امین۔

دوم:سیاسی فکر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے قریب تر افراد۔

سوم:برطانوی استعمار کے رد عمل میں بننے والی سیاسی فکر۔

چہارم:استعماری فکر سے قریب تر افراد۔

اس موضوع پر ہونے والا سابقہ علمی کام

اسلامی نظام سیاست اور استعمار کے تقابلی مطالعے کے حوالے سے خاص کر برصغیر پاک وہند کے تناظر میں بہت سا علمی کام موجود نہیں ہے خاص اس عنوان پر ایک محدود دائرے میں ہی کام ہوا ہے ہمیں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی فکر کے حوالے سے تو کچھ کام دکھائی دیتا ہے لیکن خاص استعمار کے اثرات کی بابت تفصیلی اور تقابلی کام دکھائی نہیں دیتا۔

اس حوالے سے ایک مقالہ" **امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور اس کی نشاط ثانیہ کے مدارج**"[1] حافظ محمد نعیم سرور کا ہے جس میں انہوں نے برصغیر کے تناظر میں اسلامی ریاست کے احیا اور کسی حد تک اس کے راہ میں مزاحم استعماری فکر کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔

ڈاکٹر مبارک علی کی کتاب "**تاریخ اور آج کی دنیا**" ایک انتہائی اہم اضافہ ہے آپ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

> "نیشنل ازم نے یورپ میں قومی ریاستوں کو پیدا کیا ہے اس کے نتیجے میں کولونیل ازم اور امپیریل ازم پھیلا جس کے رد عمل میں تسلط شدہ ملکوں میں نیشنل ازم کے تحت تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے کولونیل تسلط سے آزادی حاصل کرنے کے بعد انہی ملکوں میں اسی نیشنل ازم کو حکمران طبقوں نے اپنے مفادات کیلیے استعمال کیا اور یہ نو آزاد ریاستیں ٹوٹ پھوٹ انتشار اور فوجی آمریتوں کا نشانہ بنیں اب ایک بار پھر گلوبلائزیشن نیو امپیریل ازم کی شکل میں پوری طاقت سے آرہا ہے"۔[2]

خاص اس عنوان پر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے ایک اور بڑے شارح مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی کتاب "**برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ**"[3] ایک اور اہم علمی کام ہے جس کا تعلق کسی حد تک ہمارے مقالے کے عنوان سے ملتا جلتا ہے۔

اسی تناظر میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کی کتاب" **برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا**"۔[4] ایک اور اہم مطالعہ ہے کہ جس میں خاص کر بر صغیر کے تناظر میں برطانوی استعمار کے اثرات کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔

اسی حوالے سے ایک اور اہم کتاب Islamic Revival in British India ہے یہ کتاب معروف انگریز محقق Barbara D. Metcalf کی فکری و علمی کاوش ہے۔[5] اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اور پہلے حضرت شاہ ولی اللہ کی فکر اور ان کی شخصیت کو دیکھتے ہیں۔

1۔ حافظ محمد نعیم سرور، **امت مسلمہ کے زوال کے اسباب اور اس کی نشاط ثانیہ کے مدارج** (کراچی: کلیہ معارف اسلامیہ، 2010ء)، کل صفحات:340۔

2 ۔ مبارک علی ڈاکٹر ، **تاریخ اور آج کی دنیا**(لاہور: فکشن ہاؤس، 2005ء)، کل صفحات:120۔

3 ۔ عبید اللہ سندھی، **برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ** (لاہور: مطبوعات رحیمیہ، 2016ء)، کل صفحات:690۔

4 ۔ حسین احمد مدنی، **برطانوی سامراج نے ہمیں کیسے لوٹا**(لاہور: طیب پبلشرز، 2014ء)، کل صفحات:344۔

5- Barbara D. Metcalf, Islamic revival in British India (Princeton:

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شخصیت اور ان کی سیاسی فکر (بحث و تجزیہ)

تاریخ اسلامی اور خاص کر بر صغیر کی علمی، فکری، سیاسی اور تحریکی تاریخ میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا نام نامی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ بر صغیر میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (1236)، حضرت مجدد الف ثانیؒ (1624) اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ (1642) کے بعد اگر کسی شخصیت میں اتنا تنوع دکھائی دیتا ہے تو وہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی شخصیت ہی دکھائی دیتی ہے۔

سید ابوالحسن علی ندویؒ **تاریخ دعوت و عزیمت** میں شاہ صاحبؒ کی شخصیت کی حوالے سے فرماتے ہیں:

> "The reformatory work undertaken by Shah Waliullah RA was bot wide and varied in nature; it predominant note was intellectual and academic; it comprised instruction, penmanship, propagation of the scripture in addition, Sunnah. The Shah explained the wisdom of the religion's teachings, showed the compatibility of transmitted knowledge with intellection as well as interrelation of different juristic schools, which provided guidance to the coming generations. Realizing significance of the changing political scene in India and making a realistic estimate of the then decadent trends, he made efforts to conserve the power of Islam and identity of Muslims. He tried to revive Islamic disciplines for the benefit of coming generations".[6]

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو اسلام کی روایتی سیاسی فکر کا امین قرار دیا جا سکتا ہے ، شاہ صاحبؒ کا تعلق ایک ایسے دور سے تھا کہ جب اسلام کی سیاسی شوکت دنیا سے رخصت ہو رہی تھی مغل گر چکنے کے قریب تھے اور سلطنت عثمانیہ اپنی آخری سانسیں لی رہی تھی عرب منتشر ہو چکے تھے اور امت کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی تھی تو دوسری جان استعمار اپنے پیر پھیلا رہا تھا فرانس ، برطانیہ اور اطالیہ کی وادیوں سے نکل کر استعمار بر صغیر کے دروازے پر دستک دے رہا تھا، شاہ ولی اللہ دہلویؒ ایک ایسے دور میں وارد ہوئے کہ جب امت مسلمہ ایک خاص علمی فکر و عملی دوراہے پر کھڑی تھی امت مسلمہ ایک ایسے دروازے پر تھی کہ جس کے ایک طرف تو ماضی تھا اور دوسر جانب مستقبل ، شاہ صاحبؒ کی سیاسی فکر اس حوالے سے معیار تصور کی جا سکتی ہے کہ انہوں نے اسلام کی روایتی سیاسی فکر کو اگلوں تک منتقل کیا۔ اگلی چند سطور میں ہم اسی حوالے سے کچھ اہم نکات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں

LegacyLibrary, July 14, 2014), Pages: 778.

6- Abul Hassan Ali Nadvi , Saviors of Islamic Spirit , Volume .IV , Hakim Ul Islam Shah waliullah RA , Foreward Page,3, Academy of Islamic Research and Publications , Nadwa , India.

گے کیونکہ ہماری بنیادی گفتگو کا مدار اسی نکتے پر ہے کہ کس طرح ہم شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی فکر کی روشنی میں روایتی و غیر روایتی اسلامی سیاسی افکار کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

اس عنوان کو ہم نے دو اہم ترین نکات میں تقسیم کیا ہے

- سیاست ملی کے تناظر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا علمی کام
- سیاست ملی کے تناظر میں ولی الہٰی تحریک کا عملی تواتر

سیاست ملی کے میدان میں شاہ ولی اللہ دہلوی رح کا علمی کام

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے علمی کام کو تین بنیادی مصادر میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اول: شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے سیاسی مکتوبات

دوم: حجة الله البالغه

سوم: ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء

مکتوبات

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مکتوبات کے حوالے سے پیش نظر نسخہ چودھری خلیق احمد نظامی مرحوم کا مرتب شدہ ہے کہ جسے سلسلہ تصانیف مشائخ کے عنوان کے تحت مرتب کیا گیا تھا یہاں پر ہم شاہ صاحبؒ کی ساسی فکر کے حوالے سے صرف ایک مکتوب کا جائزہ لیتے ہیں۔

مکتوب دوم بنام شاہے!

کسی بادشاہ (احمد شاہ ابدالیؒ) کے نام مکتوب

" بادشاہان اسلام کا وجود اللہ کی ایک زبردست نعمت ہے ، جاننا چاہیے کہ ملک ہندوستان ایک وسیع ملک کے قدیم اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جدوجہد کے بعد کئی دفعہ میں جاکر اس ولایت کو فتح کیا ہے "[7]

لکھتے ہیں۔

"رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور اکثر بلاد اسلام ان کے قبضے میں آ گئے "[8]

حقیقت تو یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا یہ مکتوب اپنے دور کے حالات سے واقفیت، سیاسی بصیرت، ریاستی حکمت عملی، جہادی و انقلابی فکر ہر ہر اعتبار سے ایک شاہکار ہے یہ ایک ایسے مربی و

7 ۔ خلیق احمد نظامی، **مکتوبات: شاہ ولی اللہ** (علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،1950ء)، 97۔

8 ۔ نفس مصدر،99۔

محسن اور داعی اسلام کا مکتوب ہے کہ جو اپنے وقت کے ایک عظیم مسلمان بادشاہ کو مسلمانوں کی مدد اور شوکت اسلام کی جدوجہد کی جانب ابھارتا ہے، شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی بصیرت کو اس مکتوب سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے ، مکتوب کے اختتامی کلمات میں شاہ صاحبؒ احمد شاہ ابدالی کو کچھ اس انداز میں ابھارتے ہیں۔

"اس زمانے میں ایک ایسا پادشاہ کہ جو صاحب اقتدار و شوکت ہو اور لشکر مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دور اندیش اور جنگ آزما ہو ، سوائے آنجناب کے اور کوئی موجود نہیں ، یقینی طور پر جناب عالی پر فرض عین ہے ہندوستان کا قصد کرنا اور مرہٹوں کا تسلط توڑنا اور ضعفائے مسلمین کو غیر مسلموں کے پنجوں سے آزاد کروانا" [9]

حجۃ اللہ البالغہ

یہاں پر ہماری گفتگو کا مصدر **حجۃ اللہ البالغہ** اور ہم نے یہ بحث **رحمۃ اللہ الواسعہ شرح** سے لی ہے، یہاں پر شاہ صاحبؒ کی گفتگو اسلام کے عمرانی تصور کے تناظر میں ایک خاص اصطلاح سے ہے کہ جسے وہ **ارتفاقات** کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسلام کے **" معاہدہ عمرانی "** کے تناظر میں یہ ایک اہم ترین اصطلاح ہے،شاہ صاحبؒ ارتفاقات کی تعریف کچھ یوں فرماتے ہیں،

شرح؛بحث سوم

"ارتفق بہ کے معنٰی ہیں نفع اٹھانا۔اس کا مادہ ہے رفق (مہربانی کا برتاؤ کرنا)

شاہ صاحب کے یہاں اس کے اصطلاحی معنٰی ہیں ، آسائش سے زندگی بسر کرنے کی مفید تدبیریں". [10]

حضرت علامہ سندھیؒ اپنی شرح میں یہ عنوان اس انداز میں بیان فرماتے ہیں،

"جو چیزیں اللہ تعالٰی نے اس دنیا میں پیدا کی ہیں وہ انسان کے ساتھ خشونت سے پیش آتی ہیں اور فائدہ دینے سے اباء کرتی ہیں انسان ان چیزوں کو نہایت نرمی سے تسخیر کرلیتا ہے جیسے درخت کو آہستہ آہستہ نرمی کلہاڑی سے کاٹتا ہے"(حاشیہ تقریر). [11]

---

9 ۔ نفس مصدر، 105۔

10 ۔ سعید احمد پالنپوریؒ، **رحمۃ اللہ الواسعہ شرح** (دیوبند ضلع سہارنپور: مکتبہ حجاز، جنوری، 2005ء) ، ۱:۴۱۷۔

11 ۔ نفس مصدر، 418۔

یہاں پر سیاسیات کے باب میں شاہ صاحبؒ نے خاص عنوانات قائم فرمائے ہیں اور انہیں مخصوص ابواب میں منقسم کیا ہے شاہ صاحبؒ اسلامی سیاست یا سیاست ملی کو دو بنیادی اقسام پر منقسم کرتے ہیں، اول؛ سیاست مدن۔ دوم؛ خلافت کبریٰ۔

سیاست مدن کو شاہ صاحبؒ نے چند عنوانات کے تحت بیان کیا ہے۔

باب (6) نظام حکومت کا بیان۔

باب (7) سربراہ مملکت کے ضروری اوصاف۔

باب (8) سرکاری عملے کے نظم و انتظام کا بیان۔

اور اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے سیاست ملی کے حوالے سے خاص شرعی اصطلاح یعنی " خلافت " کے حوالے سے گفتگو فرمائی ہے۔

باب (9) خلافت کبریٰ کا بیان۔

اور اس کے تحت شاہ صاحبؒ مزید عنوانات قائم فرماتے ہیں،

- خلیفہ کی ضرورت و خلیفہ سے مراد۔
- خلافت کا فائدہ۔
- خلافت کو جنگ دو وجہ سے چھیڑنی پڑتی ہے، دفاع اور اقدام۔
- خلافت میں جنگ کی مختلف وجوہ۔

یہاں پر کچھ اہم ترین عنوانات کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے تا کہ شاہ صاحبؒ کی فکر کی روشنی میں ایک مکمل تصویر سامنے آجائے۔

باب " خلافت کبریٰ کے لئے ضروری باتیں "[12]

اول؛ خلیفہ کی ذاتی صفات کا بیان، ہوشیاری، معاملہ فہمی، بیدار مغزی وغیرہ۔

دوم؛ اگر فوج میں بغاوت کے اثرات محسوس کرے۔

سوم؛ اگر کوئی دوسرا شخص یا جماعت خلافت کی مدعی ہو جائے۔

چہارم؛ خلیفہ کا عوام و خواص میں اپنی اطاعت کو قائم رکھنے کے لئے انتظام۔

پنجم؛ معاشرتی نظم کے لئے ایک وفاقی سرکاری ہیت یا علامات کی تشکیل (کرنسی وغیرہ)۔

12۔ نفس مصدر۔

ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء

اس کتاب میں شاہ صاحبؒ نے اسلامی سیاست کے اصول و مبادی کو خاص خلافت کبریٰ اور خلافت راشدہ کی روشنی میں بیان فرمایا ہے کہ امت مسلمہ کے لئے حقیقی مصدر و منبع خلافت منہاج علی النبوۃ یا خلافت راشدہ ہی ہے۔

> Caliphate "Aam" is the caliphate where Islamic rules and regulation should be established, Jihad should be called against enemies, establishment of "Bait Ul Māl" Judicial system should be intact and department of "Amr Bi al-Ma'rūf & Nahī 'Un al-Mukar" should be there.[13]

فکریات اسلام کے تناظر میں شاہ صاحبؒ نے متعدد جگہوں پر اس عنوان کو مزید تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے،

> " اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدا تعالیٰ جب کسی پیغمبر علیہم السلام کو اصلاح عالم کے لئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک اور بدیوں سے دور کرنے کے لئے مبعوث فرماتا ہے تو غیب الغیب میں کوئی خاص صورت (حالات و واقعات کی شکل میں)اس اصلاح کے لئے مقرر کر دیتا ہے"[14]

مزید ایک خاص حکمت بیان فرماتے ہیں کہ دین خاص جزیرہ عرب میں کیوں اترا کہ جو باقی دنیا کے مقابل غیر متمدن اور قدیمی طرز پر تھی اور اسکی کی کوئی خاص جغرافیائی اور سیاسی حیثیت دنیا کی نگاہ میں موجود نہ تھی جبکہ اطراف عالم میں دو عظیم استعماری قوتیں روم اور فارس کی شکل میں اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ کھڑی تھیں اور پورے عالم میں انکے مقابل کوئی نہ تھا شاہ صاحب کے مطابق در حقیقت اسلام کے نظام خلافت کی فضلیت اور اکبریت کو اس دور میں موجود عظیم ترین استعماری قوتوں کے مقابل لاکر یہ دکھانا مقصود تھا کہ عالم ارضی میں حقیقی طاقت مادی قوتوں کے پاس نہیں بلکہ ان مادی قوتوں کے خالق ، خالق کائنات کے ہاتھ میں ہے کہ جو ضعیف کو قوی اور قوی کو ضعیف بنا دینے کی قوت رکھتا ہے شاہ صاحب رح کے اپنے الفاظ میں اگر ملاحظہ کیا جائے تو معاملے کی خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔

---

13 - Shah, Waliullah, Izalat Ul Khafa, (Karachi: Qadimi Kutub Khana), 1: 13.

14 ۔ شاہ ولی اللہ، ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء (کراچی: قدیمی کتب خانہ، 2005ء)،

169۔

" صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل ہوا وہ سب لیظھــــــــــــرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام میں اعلیٰ درجے کی قسم یعنی دولت کسریٰ اور قیصر کا درہم برہم کرنا بر درجۂ اولیٰ داخل ہو گا اور اس قسم اعلیٰ کے حاصل کرنے والے خلفاء ارض تھے"[15]

شاہ صاحب کے نزدیک خلافت کا غالب ہونا درحقیت اس نظام الہی کا غالب ہونا ہے کہ جو کسی بھی جدید وقدیم استعمار کے خلاف سر اٹھا کر کھڑا ہو سکتا ہے اور درحقیقت یہی مقصود بعثت نبوت ہے خلافت صرف امور حکومت چلانے کا نام نہیں یہ صرف تمام تر دنیاوی و مادی وسائل پر قبضے و غلبے کا نام بھی نہیں بلکہ اسکا حقیقی مقصود مخلوق کے زندگی کے ہر ہر معاملے میں خالق حقیقی کے تابع کر دینے کا نام ہے شاہ صاحب خلافت کا حقیقی مقصود واضح کرتے ہیں اور جب جب انکے افکار کی روشنی میں خلافت و نظامہائے انسانی کا تقابلی مقابلہ کیا جاتا ہے تو اس وہم کا بخوبی ازالہ ہو جاتا ہے کہ خلافت صرف کوئی سسٹم یا ازم ہے بلکہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ دراصل منہاج علی النبوۃ ﷺ کا نام ہے۔

سیاست ملی کے تناظر میں ولی الہٰی تحریک کا عملی تواتر

شاہ صاحبؒ کی اٹھائی گئی سیاسی تحریک کے اثرات دور رس بھی تھے اور دیرپا بھی تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ مرہٹوں کی شکست کے بعد اس تحریک کا خاتمہ ہوگیا بلکہ اپنے علمی و عملی تسلسل میں یہ تحریک کسی نہ کسی شکل میں آج تک قائم ہے۔ ویسے تو کسی ایک ریسرچ آرٹیکل میں اس کا احاطہ ممکن نہیں لیکن یہاں پر اپنے موضوع کی مناسبت سے ہم ایک اجمالی خاکہ پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے سامنے برصغیر کی روایتی سیاسی فکر کی ایک تصویر آسکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی فکر کے تسلسل کو سمجھنا انتہائی اہمیت کا حامل کے شاہ صاحبؒ کے ایک بڑے شارح مولانا عبید اللہ سندھیؒ (1944) نے اپنی متعدد تحاریر میں اس حوالے سے تفصیلی گفتگو کی ہے اور جگہ جگہ اس کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے ان کی مختلف کتب و رسائل اس حوالے سے پیش کیے جا سکتے ہیں یہاں پر ہم نے تو اہم ترین کتب کا انتخاب کیا ہے تاکہ اختصار کے ساتھ ایک واضح شکل ہمارے سامنے آجائے۔ پہلی کتاب ہے **حزب امام ولی اللہ دہلویؒ کی اجمالی تاریخ کا مقدمہ** اور دوسری کتاب ہے **برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ (التمہید لتعریف ائمۃ التجدید)**۔

15 ۔ نفس مصدر، 169۔

فاضل مصنف نے **" ولی الٰہی جماعت کا تجدیدی و انقلابی کردار"** کا عنوان قائم کرکے ایک تسلسل کی جانب اشارہ کیا ہے کہ جو شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی تحریک میں ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ اس کتاب کے مقدمے میں مترجم مفتی عبد الخالق آزاد رائے پوری نے اس تسلسل کو کچھ اس انداز میں ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔

" دور زوال کے کٹھن حالات میں حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ تک ولی الٰہی جماعت نے روح عصر کے تقاضوں کو سمجھ کر دین کی جامعیت اور تجدیدی اور انقلابی کردار کو برقرار رکھا"[16]

یہاں پر ہم اس عملی تواتر کے حوالے سے چند دینی جماعتوں اور تحاریک کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہیں تاکہ برصغیر پاک وہند کی سیاسی تاریخ کا مسلمانوں کے تناظر میں ایک بہتر مطالعہ کیا جاسکے۔

- ❖ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کا دار الحرب ہونے کا فتویٰ ۔ (25 رمضان المبارک 1159ھ— 7شوال1239ھ/20ستمبر1746ء—5جون1823ء)۔
- ❖ سید صبغت اللہ شاہ اول (8 ،فروری، 1831ء) تحریک حریت سے پیر صبغت اللہ شاہ ثانی (20،مارچ،1943ء) تک۔
- ❖ تحریک شہیدین سید احمد شہید (ولادت: ۶/صفر ۱۲۰۱ھ مطابق ۲۹/نومبر۱۷۸۶ء) و شاہ اسماعیل شہید (12 ربیع الاوّل 1193ھ مطابق 26۔اپریل 1779ء) سے بالاکوٹ میں شہادت تک (۱۷/ذیقعدہ۱۲۴۶ھ مطابق ۶/مئی ۱۸۳۰ء)۔
- ❖ حاجی شریعت اللہ فرائضی تحریک (1802ء سے 1840ء) اور دودھو میاں 1860ء تک۔
- ❖ تیتو میر شہید (27جنوری1972ءسے19نومبر1831)تک۔
- ❖ جنگ آزادی ہند (10مئی1857ء–یکم نومبر1858ء)،(1سال5ماہ22دن) تک۔
- ❖ مولانا محمود الحسن (ریشمی رومال تحریک:Silk Letter Movement)،(1913 سے1920ء) کے درمیان شروع کی گئی تحریک۔
- ❖ عبید اللہ سندھی" جنودُ اللہ الربانیہ" (12محرم الحرام مولانا 1289ھ بمطابق 10مارچ 1872ء)۔

16 ۔ عبید اللہ سندھی، **برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ** (لاہور: مطبوعات رحیمیہ،2016ء)، کل صفحات:690۔

- امام احمد رضا خان آل انڈیا سنی کانفرنس "جمہوراسلامیہ " (14 جون 1856ء – 28 اکتوبر 1921ء)۔
- تصور پاکستان ، 1930ء کو مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس الہ آباد میں منعقد ہوا۔ اس کی صدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کی۔

یہ تمام تر بنیادی حوالہ جات سید قاسم محمود کی " **اسلام کی احیائی تحریکیں اور عالم اسلام** " سے لی گئی ہیں،

سیاست ملی کے حوالے سے روایتی علماء کی چند اہم آراء

برصغیر کے متنوع ماحول اور بلتی ہوئی سیاسی صورتحال کے باوجود روایتی سیاسی فکر کے علماء ہمیشہ اسلام کی بنیادی تعلیمات اور سیاست نبوی ﷺ سے جڑے رہے ہیں یہاں پر ہم چند روایتی علماء کی آراء کا جائزہ لیں گے اور پھر آرٹیکل کے اختتام پر ان آراء کا تقابل غیر روایتی طرز فکر سے کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت شاہ عبد العزیزؒ (1824) کا دار الحرب ہونے کا فتویٰ

روایتی طرز فکر میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد انہی کے خانوادے سے شاہ عبد العزیزؒ کا ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ انتہائی اہمیت کا حامل ہے ایک طرف تو مسلمانوں کے جذبہ حریت کا اظہار ہے تو دوسری جانب اس کا تعلق اہل سنت کی حنفی روایت سے ہے یہاں پر ہم "فتاویٰ عزیزی " سے حوالہ پیش کرتے ہیں۔

" جاننا چاہیے کہ یہ قول ہے کہ دارالاسلام کبھی دار الحرب نہیں ہو سکتا مرجوح (ضعیف) ہے درست قول یہ ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے **دار الاسلام** دارالحرب ہو جائے "[17]

اس کی شرائط کے بیان میں فرماتے ہیں،

> " علماء کی ایک جماعت کا یہ کلام ہے کہ اگر کوئی ایک چیز بھی شعائر اسلام سے جبراً منع کی جائے۔ مثلا آذان یا ختنہ سے جبراً دار السلام میں منع کیا جائے تو وہ دارالاسلام سے دارالحرب ہو جاتا ہے"

دوسری شرط کے بیان میں فرماتے ہیں،

---

17 ۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، **فتاویٰ عزیز کامل** (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی،2011ء) ، 585۔

"جب شعائر کفر بے دغدغہ بااعلان دارالاسلام میں رواج پاجائیں اگرچہ وہاں پر شعائر اسلام بھی جاری ہوں تو بھی وہ دارالحرب ہو جاتا ہے"

اس کے بعد تیسرا قول نقل فرما کر اس پر حکم لگاتے ہیں:

"علماء کی ایک جماعت نے اس سے بھی ترقی کی ہے اور دارالحرب اسے قرار دیا ہے کہ جہاں مسلمان یا ذمی کوئی بھی حالت امن میں نہ رہے وہ بھی دارالکفر ہے۔۔۔ اور بااعتبار اس قول ثالث کے عملداری انگریز کی اور ان کے مانند دیگر غیر اہل اسلام کی بلا شبہ دارالحرب ہے واللہ اعلم"[18]

شاہ عبد العزیز رح کے فتوے کی روشنی میں تاج برطانیہ ہر ہر اعتبار سے **دارالکفر** اور **دارالحرب** تھا اور در حقیقت اسی فتوے کے نتیجے میں بر صغیر کی تمام تر جہادی و انقلابی تحاریک کا اجراء ہوا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ "مسئلہ امامت"

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اپنے رسالے **منصب امامت** میں " مسئلہ امامت " پر شاندار بحث فرمائی ہے اور امامت کو دو بڑی اقسام میں بیان کیا ہے۔

شاہ صاحب فصل اول میں انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے تحت بیان فرماتے ہیں۔

"امام رسول ﷺ کا نائب اور امامت ظل رسالت ہے"[19]

جواہر امامت کے بیان میں پانچ بنیادی اوصاف بیان کرتے ہیں۔وجاہت۔ولایت۔بعثت۔ہدایت۔سیاست۔[20]

شاہ اسماعیل شہیدؒ نے امامت کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا ہے،

اول:امامت حکمیہ۔

دوم:امامت حقیقیہ۔

امامت حکمیہ میں وہ ظاہری اعتبار سے شریعت کے بنیادی اصولوں پر مبنی ریاست اور حاکم کو لیتے ہیں اور امامت حقیقیہ میں وہ نسبت نبوی ﷺ کے مقدم رکھتے ہیں۔

شاہ صاحبؒ **مطلق امامت کی حقیقت** بیان میں نقل فرماتے ہیں۔

---

18 ۔ نفس مصدر،587۔

19 ۔ شاہ اسماعیل شہید، **منصب امامت**، مترجم: حکیم محمد حسین علوی (لاہور: حاجی حنیف اینڈ سنز، اشاعت چہارم،2008ء)،8 101۔

20 ۔ نفس مصدر،9۔

" پس جو کوئی مذکورہ تمام کمالات میں نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتا ہو اس کی امامت تمام کاملین سے اہل ہو گی "[21]

اس باب میں شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

" عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے "[22]

اشرف علی تھانویؒ اسلام اور جمہوریت

برصغیر پاک و ہند میں جمہوریت کا تعارف استعمار کے توسط سے ہو تاج برطانیہ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے معروف "تہذیبی تربیتی "مشن شروع کیا کہ جس کی چار اہم بنیادیں تھیں۔

The 'civilising mission' is a broad ideology that combines four main ideals; Enlightenment ideals, Christian / Evangelical ideas of pre-destination, racist ideas about white superiority and Liberalism. All these ideals have had a significant role in our understanding of British imperialism before 1939.[23].

برطانوی تہذیبی مشن کی کی بنیاد چار اہم امور پر تھی۔

- تحریک تنویر اور تنویری فکر کا پھیلاؤ
- جدید مسیحی اوینجلیکل اعتقادی فلسفہ
- قوم پرستی اور قومیت پرستی کا اجراء (معروف تقسیم کرو اور حکومت کرو کے برطانوی فلسفے کا عملی اطلاق)
- مغربی فکر سے متاثر ہونا اور لبرل نظریات کی بنیاد پر معاشرے کی تشکیل۔

21۔ نفس مصدر، 80 ، 85۔

22۔ ترمذي، نفس مصدر، 3686۔

23-http://www.inquiriesjournal.com/articles/1437/how-important-is-the-notion-of-the-civilising-mission-to-our-understanding-of-british-imperialism-before-1939.

ایک برطانوی سول سروس مین اے او ہیوم(Allan Octavian Hume)نے برطانوی استعمار کے ماتحت سب سے پہلی ہندوستانی جمہوری جماعت کو تشکیل دیا۔[24]

اس کا واضح اثر ان شکست خوردہ مسلمانوں پر بھی پڑا کہ جو پہلے ہی مسلمانوں کی تحریک آزادی سے نالاں تھے اس حوالے سے ہم اپنے آرٹیکل کے آخری حصے میں گفتگو کریں گے،شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ وہ سب سے پہلی آواز تھے کہ جنھوں نے جمہوریت کی مخالفت کی اس حوالے سے ان کے چند افکار ملاحظہ کرتے ہیں۔

" بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلطنت کوئی چیز نہیں ۔ چناچہ آجکل ایک فرقہ نکلا ہے کہ جو سلطنت کا مخالف ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ بدوں سلطنت کے انتظام نزاعات کا فیصلہ کیونکر ہو گا۔ اگر کہو کہ کثرت رائے سے فیصلہ ہو گا تو جن کثیرین کی رائے پر فیصلہ ہو گا وہ سلطنت کے مصداق ہو گئے"۔ [25]

اسی عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" جو لوگ جمہوری سلطنت کے حامی ہیں۔ اور حریت و مساوات کے مدعی ہیں۔ وہ بھی آزادی کا عام ہونا گوارا نہیں کرتے۔ کیونکہ جمہوری سلطنت کے بعد بھی کوئی قانون ہو گا ک جس کی پابندی عام رعایا پر لازم ہو گی"۔[26]

مولانا تھانویؒ ریاست کو ایک جسد سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں امت کو ایک جسد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

''مثل المؤمنين فی توادهم و تراحمهم و تعاطبهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمٰى''۔[27]

'' ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک انسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف

24- Sitaramayya, B. Pattabhi (1935). The history of the Indian National Congress (1885–1935). Working Committee of the Congress. pp. 12–13.

25۔ تقی عثمانی، **اسلام اور سیاست** (ملتان:ادارہ تالیفات اشرفیہ،1427ھ)، 170۔

26۔ نفس مصدر، 180۔

27۔ البخاری، نفس مصدر ، ۸۸۸۔

صرف اُسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی، بلکہ اُس سے) پورا جسم متاثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار و بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

اس کے بعد اس کی توجیہ فرماتے ہیں۔

" فلسفے کا مسئلہ ہے کہ مجموعہ بھی شخص واحد ہے۔ مگر وہ واحد حکمی ہے حقیقی نہیں۔ تو یہ لوگ جس پارلیمنٹ کا اتباع کرتے ہیں اس میں گو بظاہر بہت سے آدمی ہوتے ہیں مگر مجموعہ مل کر پھر شخص واحد ہے کیونکہ جو قانون پاس ہوتا ہے وہ سب کی رائے سے ہوتا ہے"۔[28]

اور اس بحث کو انتہائی خوبصورانداز میں سمیٹتے ہیں۔

"جمہوریت اور آزادی کام تو جب ہوتی جب ہر شخص اپنے فعل میں آزاد ہوتا۔ کوئی کسی کا تابع نہ ہوتا ۔نہ ایک بادشاہ کا نہ پارلیمنٹ کے دس ممبروں کا۔اور یہ کیا آزادی ہے کہ تم نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کو پالیمنٹ کے دس ممبروں کی رائے کا تابع کردیاہم تو ایک ہی کا غلام بناتے تھے تم نے دس کا غلام بنادیا"۔[29]

جیسا کہ قرآن کریم میں نازل ہوا ہے

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُـــــــــــرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾(۲۹)

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نِرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔[30]

امام احمد رضا خان بریلویؒ اور قرشیت کی بحث

بر صغیر کے ماحول میں جب **تحریک خلافت** کی آواز اٹھی تو بہت سے اہل علم نے یہ رائے اختیار کی کہ خلیفہ کے لئے قرشیت کی شرط صرف ہے وقتی معاملہ تھا اور بعد کے ادوار میں غیر قریش بھی خلافت کا استحقاق رکھ سکتا ہے چونکہ یہ رائے منہج سلف کے خلاف تھی اس لیے بہت سے علما نے اس کا رد کیا اس حوالے سے ایک بڑا نام احمد رضا خان بریلویؒ کا بھی ہے پہلے ہم اس حوالے سے حدیث پاک سے رجوع کرتے ہیں اور پھر اس کی تصریح میں امام احمد رضا خان بریلویؒ کی فکر کا مطالعہ کرتے ہیں۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

28 ۔ تقی عثمانی، نفس مصدر، 180۔

29 ۔ نفس مصدر،181۔

30- القرآن، 39:29۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ح وحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ الطَّحَّانَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي حَتَّى يَمْضِيَ فِيهِمِ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً»، قَالَ: ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ خَفِيَ عَلَيَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا قَالَ؟ قَالَ: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ»

میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "یہ خلافت تمام نہ ہو گی جب تک کہ مسلمانوں میں بارہ خلفا نہ ہو لیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے کچھ فرمایا، میں نے اپنے باپ سے پوچھا: کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ " یہ سب خلفا قریش میں سے ہوں گے۔"[31]

چونکہ یہ ساری بحث خلافت عثمانیہ کے تناظر میں تھی اس لیے وہ پہلے اس بات کی صراحت فرما دیتے ہیں عثمانی حکومت کی مدد واستعانت ہر مسلمان پر لازم ہے۔

" سلطنت علیہ عثمانیہ اید ہا اللہ تعالیٰ نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں **قرشیت** شرط ہونا کیا معنی، دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے، اور وقت حاجت دعا سے امداد واعانت بھی ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت"۔[32]

اس اصولی گفتگو کے بعد نتیجہ قائم فرماتے ہیں۔

31- مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ)المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، **المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم** (بيروت: دار إحياء التراث العربي)،كتاب الإمارة، بَابُ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ، وَالْخِلَافَةُ فِي قُرَيْشٍ، 3:1451.

32 ۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ، **فتاویٰ رضویہ** (لاہور: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، 2013ء)، ۱۴: ۲۱۔

" بادشاہ غیر قرشی کو سلطان، امام، امیر، والی، ملک کہیں گے، مگر شرعاً خلیفہ یا امیر المومنین کہ یہ بھی عرفاً اسی کا مترادف ہے، ہر بادشاہ قرشی کو بھی نہیں کہہ سکتے سوااس کے جو ساتوں شروط خلافت اسلام، عقل، بلوغ، حریت، ذکورت، قدرت، قرشیت سب کا جامع ہوکر تمام مسلمانوں کا فرمان فرمائے اعظم ہو۔ اجمالی کلام ووا قعات عام وازالہ اوہام جہال خام اقول وباللہ التوفیق اسم خلافت میں یہ شرعی اصطلاح ہے جملہ صدیوں میں اسی پر اتفاقِ مسلمین رہا"۔[33]

اور بعد میں خلیفہ اور سلطان کے فرق کی مناسبت سے بحث کو اس خوبی سے سمیٹتے ہیں۔

"ہاں سے خلیفہ وسلطان کے فرق ظاہر ہوگئے، نیز کھل گیا کہ سلطان خلیفہ سے بہت نیچا درجہ ہے، ولہذا کبھی خلیفہ کے نام کے ساتھ لفظ سلطان نہیں کہا جاتا کہ اس کی کسرِ شان ہے آج تک کسی نے سلطان ابوبکر صدیق،سلطان عمر فاروق، سلطان عثمان غنی، سلطان علی المرتضٰی بلکہ سلطان عمر بن عبدالعزیز بلکہ سلطان ہارون رشید نہ سنا ہوگا، کسی خلیفہ اموی یا عباسی کے نام کے ساتھ اسے نہ پایئے گا، تو کھل گیا کہ جس کے نام کے ساتھ سلطان لگاتے ہیں اسے خلیفہ نہیں مانتے کہ خلیفہ اس سے بلندوبالا ہے، یہی وہ خلافت مصطلحہ شرعیہ ہے جس کی بحث ہے، اسی کے لئے قرشیت وغیرہا سات شرطیں لازمی ہیں عرف حادث میں اگر کسی سلطان کو بھی خلیفہ کہیں یا مدح میں ذکر کرجائیں وہ نہ حکمِ شرع کا نافی ہے نہ اصطلاحِ شرع کا منافی"۔[34]

گو کہ یہ موضوع مستقل مقالے کا متقاضی ہے لیکن یہاں پر ہمارے آرٹیکل سے متعلق مدعاواضح ہو جاتا ہے۔

مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور پان اسلامزم

حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں۔

"اسلام صرف عبادات کا نام نہیں ہے،بلکہ وہ تمام مذہبی ، تمدنی،اخلاقی،سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے۔ جو لوگ کہ زمانہ موجودہ کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھے رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لئے کافی سمجھتے ہیں، وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک دھبہ لگاتے ہیں۔ ان کے

33۔ نفس مصدر، ۲۱۔

34 ۔ نفس مصدر،۲۴۔

فرائض صرف نماز روزہ میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور اسلامی شوکت کی حفاظت بھی ان کی ذمہ داری ہے"۔[35]

شیخ الہندؒ کے پلان میں ہندوستان میں ایک متوازی حکومت کا قیام تھا کہ جس کی بنیاد پر قوت کے ساتھ تاج برطانیہ کو ملک بدر کردیا جائے اور اس حوالے سے ان کی خط و کتابت عالمی سطح پر دیگر قوتوں کے ساتھ بھی تھی درحقیقت استعمار کے خلاف ایک عالمی سطح کی سیاسی تحریک کا تصور مولانا محمود الحسن نے ہی پیش کیا۔

مولانا آزادؒ کا تصور خلافت

تحریک ریشمی رومال کی ناکامی کے بعد مولانا آزادؒ نے تحریک خلافت اٹھائی یہاں پر اس کی تاریخی حیثیت سے قطع نظر اس کی فکری نہج کی طرف اشارہ مقصود ہے تاکہ اسلام کی روایتی سیاسی فکر کی ایک جھلک ہمارے سامنے آسکے۔

" قرآن کریم کے نزدیک جو چیز **خلافت** ہے وہ خلافت فی الارض ہے ۔ یعنی زمین کی حکومت و تسلط۔ پس اسلام کا خلیفہ ہو نہیں سکتا جبتک بموجب اس آیت کے زمین پر کامل حکومت و اختیار اسے حاصل نہ ہو وہ مسیحیت کے پوپ کی طرح محض ایک آسمانی و دینی اقتدار نہیں کہ جس کے لیے دلوں کا اعتقاد و پیشانیوں کا سجدہ کافی ہو۔ وہ کامل معنوں میں سلطنت و فرمانروائی ہے"۔[36]

اقبالؒ کا تصور ملت

علامہ کے یہاں امت و ملت کا ایک مخصوص تصور ہے اور اس کی بنیاد دین ہے ناکہ وطنیت۔ علامہ جدید (Nationalism) کے شدید ترین ناقدین میں سے ہیں اسی حوالے سے علامہ کے یہ اشعار ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں،

"اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رُسولِ ہاشمی"[37].

علامہ کی نگاہ میں اسلام ایک واحد نظام ہے کہ جو انسان کے لئے بحیثیت مجموعی ہدایت کی راہ متعین کرتا ہے۔

---

35 ۔ عبید اللہ سندھی، **برصغیر میں تجدید دین کی تاریخ** (لاہور: رحیمیہ مطبوعات، 2016ء)، 90 -

36 ۔ ابوالکلام آزاد، **مسئلہ خلافت** (لاہور: مکتبہ جمال حسن مارکیٹ، 2006ء)، 19، 23۔

37 -http://concordance.allamaiqbal.com/.

" اگر عالم بشریت کا مقصد اقوام انسانی کا امن، سلامتی اور ان کی موجودہ ہیتوں کو بدل کر ایک واحد اجتماعی نظام قرار دیا جائے تو سوائے نظام اسلام کے کوئی اور اجتماعی نظام ذہن میں نہیں آسکتا"۔[38]

اور اَلْکُفْرُ کُلُّھُمْ مِلَّۃٌ وَاحِدَۃٌ کے تحت فرماتے ہیں،

" کیا خدا کی بارگاہ سے امت مسلمہ کا نام رکھوانے کے بعد بھی یہ گنجائش باقی تھی کہ آپ ہیئت اجتماعی کا کوئی حصہ عربی، ایرانی، انگریزی، مصری، یا ہندی قومیت میں جذب ہو سکتا۔ امت کے مقابل تو صرف ایک امت ہے اور وہ اَلْکُفْرُ کُلُّھُمْ مِلَّۃٌ وَاحِدَۃٌ ہے"۔[39]

اسلام میں سیاست ملی کا تصور اور غیر روایتی طبقات

اسلام میں سیاست ملی کے تصور کی بابت غیر روایتی طبقات میں ہم دو بنیادی شخصیات سے گفتگو کریں گے۔

اول: سر سید احمد خان کے سیاسی افکار

سر سید احمد خان برطانیہ کے سچے وفادار تھے اور اسی میں قوم کی نجات سمجھتے تھے کہ تاج برطانیہ کی غلامی کو اختیار کیا جائے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"میں نے اپنی گورنمنٹ کی خیر خواہی اور سرکار کی وفاداری پر چست کمر باندھی، ہر حال اور ہر امر میں مسٹر الیگزینڈر شیکسپیئر صاحب بہادر کلکٹر و مجسٹریٹ بجنور کے شریک رہا۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنے مکان پر رہنا موقوف کر دیا۔ دن رات صاحب کی کوٹھی پر حاضر رہتا تھا اور رات کو کوٹھی پر پہرہ دینا اور حکام کی اور میم صاحبہ اور بچوں کی حفاظت جان کا خاص اپنے ذمہ اہتمام لیا۔ ہم کو یاد نہیں ہے کہ دن رات میں کسی وقت ہمارے بدن پر سے ہتھیار اترا ہو"۔[40]

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

38۔ سید عبد الوحید معینی، **مقالات اقبال**، (لاہور: القمر انٹر پرائز غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 2011ء)، 264۔

39۔ نفس مصدر، 274، 273۔

40۔ ولیم میور، **لائف محمڈنز آف انڈیا** (میرٹھ: مطبوعہ میرٹھ، 1860ء)، 13۔ 14۔

" وہ زمانہ جس میں انگریزی حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی ، ایک ایسا زمانہ تھا کہ بے چاری انڈیا بیوہ ہو چکی تھی ۔ اس کو ایک شوہر کی ضرورت تھی ، اس نے خود انگلش نیشن کو اپنا شوہر بنانا پسند کیا"۔[41]

اس خوبصورت اور لطیف مثال کے بعد موصوف فرماتے ہیں کہ۔

"خدا کی یہ مرضی ہوئی کہ ہندوستان ایک دانش مند قوم کی حکومت میں دیا جائے جس کا طرز حکومت زیادہ تر قانون عقلی کا پابند ہو ۔ بے شک اس میں بڑی حکمت تھی خدا تعالیٰ کی"۔[42]

بحیثیت مجموعی سرسید کی سیاسی فکر سلف صالحین کے منہج فکر سے مختلف اور حریت فکر سے دور تھی سرسید کی فکر کے نتیجے میں ایک ایسا استعمار پسند طبقہ پیدا ہوا کہ جو تاج برطانیہ کی فکر غلامی سے نکلنے میں طویل عرصہ تک ناکام رہا۔

دوم: مرزا قادیانی کی فکر پر برطانوی استعمار کے اثرات

یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مرزا کی اٹھان تاج برطانیہ کے ماتحت ہوئی اور اس کی کوئی علمی و فکری بنیاد نہیں تھی اس تحریک کا حقیقی مقصود مسلمانوں کی قوت کو توڑنے کے سوا کوئی اور نہیں تھا ، یہاں پر ہم چند حوالہ جات کی روشنی میں اختصار کے ساتھ اس کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے،

ایک جگہ مرزا خود اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔

"My father was a well-known landlord in this country and he enjoyed great eminence in the Government's offices. He was a true devotee and well-wisher of the British Government. In the mutiny of 1857 (the Muslim independence movement against colonialism is called 'mutiny' by Mirza), my father supplied fifty horses and riders to aid the British Government. For this favor to the Government, he was very popular among the officials." [43]

ایک مزید اپنی فرمانبرداری اور غلامانہ فکر کا اظہار کرتا ہے۔

---

41 ۔ ضیاء الدین لاہوری، **آثار سرسید** (لاہور: جمعیت پبلی کیشنز، 2011ء)، 213۔

42 ۔ نفس مصدر، 213۔

43 - Izala-e-Auham, 58.

> "The benevolent Government is aware of the fact that we are from among their servants, their sympathizers and well-wishers. We have come to their aid with a firm mind in every hour of need. My father was held in close and high esteem by the Government; and our services to this Government held clear distinction. I do not think that the Government has forgotten these services of ours. My father, Mirza Ghulam Murtaza, son of Mirza Ata Muhammad Al-Qadian, was a great well-wisher and friend of this government and enjoyed great respect from among them. Our loyalty has been proven beyond doubt."[44]

خلاصہ بحث : اس مقالے میں کیے جانے والے تقابلی مطالعے کا حاصل جو نتائج ہمارے سامنے ظاہر ہوئے ہیں وہ چند بنیادی امور کی جانب نشاندہی کرتے ہیں، برصغیر پاک و ہند میں مسلمان حکمران تھے خاص کر مغل حکمرانی کے دور میں اسلام کا سیاسی تصور مکمل طور پر ابھر کر سامنے نہیں آسکا اگر اورنگزیب عالمگیرؒ (پیدائش: 3نومبر1618ء—وفات:3مارچ1707ء) کا دور نکال دیا جائے تو بظاہر ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ اسلامی نظام سیاست اپنی مکمل شکل میں ابھر کر سامنے نہیں آسکا، استعمار کی آمد کے بعد اسلامی سیاسی فکر کے تین بڑے طبقات ابھر کر سامنے آتے ہیں، ایک طبقہ تو دکھائی دیتا ہے کہ جو استعماری فکر سے شدید متاثر ہوا جبکہ ایک طبقہ اس کے شدید رد عمل کی طرف گیا لیکن ایک بہت بڑا درمیانی طبقے وہ دکھائی دیتا ہے کہ جس نے کسی نہ کسی درجے میں استعماری نظام اور اسلامی نظام میں تطبیق کی کوشش کی اور اس کے نتیجے میں چند بنیادی تصورات ابھر کر سامنے آئے اور آج تک ان تصورات کی وجہ سے برصغیر کے مسلم مفکرین ایک طویل فکری مبحث میں مبتلاء دکھائی دیتے ہیں۔

اس مقالے میں اسلامی کی درست سیاسی فکر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کی روشنی میں بیان کر دی گئی ہے ساتھ ہی ساتھ روایتی و غیر روایتی فکر رکھنے والے علماء کا استعماری اثرات کی روشنی میں تقابلی مطالعہ بھی پیش کیا گیا ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مندرجہ بالا نکات پر اسلام کی روایتی فکر کی روشنی میں کام کیا جائے اور اس کو نا صرف استعماری فکر کے اثرات سے پاک کیا جائے بلکہ دور جدید میں اسے عالمگیریت کے اثرات سے دور رکھنے کی کوشش بھی کی ہے بظاہر یہ دکھائی دیتا ہے کہ مسلم ریاستیں بتدریج سیکولرازم کی طرف جارہی ہیں اور خاص اس تناظر میں مسلم روایتی تصور کے احیا کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے۔

44- Noor-ul-Haq, Roohany Khazaen, 8: 36- 37; Noor-ul-Haq, 1:27-28.

تجاویز و سفارشات

مقالے کا مقصود ہمارے نوجوان اسکالرز اور تھنکرز کو اس جانب متوجہ کرنا ہے کہ آج کے دور میں اسلامی طرز سیاست اور اسلامی نظام حکومت کے احیاء کے لئے مستقل تحقیقی دائرے قائم کیے جائیں اور اپنی تحقیق کا مدار خاص طور پر ان عنوانات کو بنایا جائے اس حوالے سے جن مخصوص دائروں میں کام کیا جاسکتا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

اول مسئلہ قومیت ، دوم جمہوریت ، سوم اسلام کا تصور قومیت ، چہارم جمہوریت کی سیاسی حیثیت ، پنجم وطنی ریاست،ششم اسلامی ریاست اور وطنی ریاست کا بنیادی فرق، ہشتم اسلام بطور عمرانی نظام ، نہم اسلامی نظام حکومت کا احیاء ، دہم دور جدید میں اسلامی ریاست کے تصور کی عملی شکل۔

Bibliography

1. *Ẓia Al-dīn Lāhorī, Athār Sir Syed, Lahore: Jamiāt Publication.*
2. *Lā'ill's Muhammadans of India, Mīrath publication.*
3. *Abū al-Kalām Āzād, Mas'alah-e-Khilāfat, Lahore: Jamāl Hasan Market School.*
4. *Fatāwah Riḍawiyh, Volume:14, Lahore: Raḍā Foundation Jāmiyah Niẓāmiyāh Riḍawiyah.*
5. *Obaidullāh Sindhī, History of Religiosity in the Subcontinent, Lahore: Rahīmiyāh Publications.*
6. *Al-Jāma'i al-Saḥīḥ Muslim: Kitāb al-'Imārat.*
7. *Muftī Taqī 'Uthmānī, The Political Thoughts of Hakīm-al-Ummat, Multān: Ashrafiyāh Publications Institute.*
8. *Muftī Taqī 'Uthmānī, Political Thoughts of Hakīm-al-Ummat, Multān: Idārah Tālīfāt Ashrafiyāh.*
9. *Sunan-Al-Tirmidhī.*
10. *Shāh Ismā'īl Shahīd, Mansab-e-Imāmat, Lahore: Hājī Hanīf and Sons.*
11. *Shāh Abdul 'Azīz Muḥaddith Dehlavī, Fatāwa 'Azīz Kāmil, Karachi: HM Sa'īd Company.*
12. *'Ubaidullah Sindhī, History of Religiosity in the Subcontinent, Lahore: Rahīmiyah Publications.*
13. *Shāh Walī Allah, Azālat al-Khafā an Khilāfah al-Khalīfa.*
14. *Sa'īd Ahmad Pālanpūrī, Rahmatullah Al-Wāsi'ah Sharaḥ: Volume I, Sahāranpūr: Maktaba Hijāz.*
15. *Khalīq Ahmad Nizāmī, Letters, Shah Waliullah, 'Alīgarh Muslim University: Department of Political Science.*
16. *Hāfiz Muhammad Na'īm Sarwar, The Causes of the Decline of the Muslim Ummah and the Stages of Its Nishat-e- thāniyah, Karachi: Department of Qur'ān and Sunnah.*
17. *Dr. Mubārak 'Alī, Karachi: History and Today's World.*
18. *Ubaidullāh Sindhī, History of Religiosity in the Subcontinent, Lahore: Raḥīmiyāh Publications.*
19. *Hussain Ahmad Madanī, How the British Empire robbed us, Lahore: Tayyab Publishers.*
20. *Izāla-e-Auhām.*